Studybeesofficial

Where Minds Pollinate

Urdu Class#11 FBISE

غزل # 4

National Book Foundation

Follow Our Socials

studybeesofficial

studybeesofficialpak

studybeesofficialpak

CamScanner

شاعر: احمد فراز

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1۔ سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے ورنہ اتنے تو مراسم تھے کہ آتے جاتے

مفہوم:۔ وہ شخص جاتے جاتے تمام تعلقات منقطع کر گیا، ورنہ ان کے درمیان کم از کم ایک رسمی سا تعلق باقی رہ سکتا تھا۔

تشریح:۔ یہ غزل احمد فراز کی ہے جو کہ اُردو (ادب) کے بلند پایہ پاکستانی شاعر تھے یہ غزل ایک گہری اور درد بھری کیفیت کو بیان کرتی ہے جس میں شاعر محبت میں جدائی اور بے وفائی کا دکھ محسوس کرتا ہے غزل میں شاعر محبوب کی طرف سے چھوڑنے جانے اور محبت کے اختتام پر اپنے غم اور احساسات کا اظہار کرتا ہے پہلے شعر میں شاعر یہ کہتا ہے کہ محبوب نے جاتے وقت نہ صرف جسمانی طور پر جدائی اختیار کی ہے بلکہ تمام جذباتی اور روحانی رشتے بھی ختم کر دیے شاعر اس بات کا اظہار کرتا ہے۔ کہ وہ تمام تعلقات جو کبھی تھے محبوب نے جاتے جاتے مکمل طور پر ختم کر دے ورنہ اتنے مراسم تھے کہ آتے جاتے شاعر یہاں اس بات پر افسوس کرتا ہے کہ کم از کم ایک رسمی سا تعلق باقی رہ سکتا تھا مگر جانے والے نے جاتے ہوئے وہ بھی توڑ دیا۔

مدت کی رفاقت کو کوئی تو انعام دو

جاتے جاتے کوئی الزام لگاتے جاو

جانے والے شخص نے تمام رشتے ناطے توڑ دیے اور مروتاً بھی کوئی رشتہ باقی نہ رہنے دیا جدائی تو زندگی کا حصہ ہے مگر اچھی یادیں زندگی کا اثاثہ ہوتی ہیں مگر جانے والے نے وہ بھی رہنے دی خود چلا گیا تھا تو اچھی یادیں رہنے دیتا۔ بقول احمد فراز؛

جانے والے کو نہ روکو کہ وہ جا کر آئے وہ جانے والے کو نہ روکو کہ بھرم رہ جائے

تم پکارو گی تو کب اسکو ٹھہر جانا ہے تم پکارو بھی تو کب اس کو ٹھہر جانا ہے۔

شعر نمبر 2۔ شکوہ ظلمت شب سے کہیں بہتر تھا اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

مفہوم:۔ زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں کا شکوہ کرنے کے بجائے ہم ان کے حل کے لیے اپنے حصے کا کردار ادا کرتے۔

تشریح:۔ اس شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ اپنے دکھوں اور پریشانیوں کا شکوہ کرنے سے بہتر تھا کہ مسائل کا حل نکالتے اور مصائب کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ظلمت شب کا استعارہ مسائل اور دکھوں کے لیے کیا گیا ہے اور "شمع جلانا" سے مراد ہمت سے کام لینا بہتری کے لیے اقدامات کرنا شامل ہے۔ انسان کو ہر طرح کے حالات میں ہمت اور صبر سے کام لینا چاہیے نہ کر حالات کا رونا روتا رہے۔

کام لو ہمت سے جب تک جان و دل کا ساتھ ہے۔

کامیابی اور ناکامی خدا کے ہاتھ ہے

انسان کو ہر طرح کے حالات میں سب سے پہلے اپنے خدا پر اور پھر اپنے آپ پر بھروسہ ہونا چاہیے اللہ کی ذات ہم سب پر مہربان ہے وہ حالات بدل دیتا ہے۔ شاعر نے اس بات پر زور دیا ہے کہ شکایت کرنے سے بہتر ہے کہ ہم خود کچھ ایسے اقدامات کریں اور اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ شاعر کی یہ سوچ نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی بہت اہم ہے۔ اگر ہر فرد اپنی ذمہ داری نبھائے اور امشکلات کی طرف قدم اٹھائے تو مجموعی طور پر معاشرہ بہتر اور روشن ہو سکتا ہے۔ مشکلات اور آمائش زندگی کا حصہ ہیں ان سے لڑنے کا حوصلہ ہونا چاہیے نہ کر پریشان ہو کر ہمت ہار دیں غالب کہتے ہیں۔

studybeesofficial

CS CamScanner

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں

موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

احمد فراز کی شاعری کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سادہ الفاظ میں گہرے جذبات اور اہم فلسفے کرتے ہیں، جو قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں اور عمل کی طرف راغب کرتے ہیں۔ شاعر نے "ظلمت شب" کا استعارہ مشکلات کے لیے اور شمع جلاتے "کا استعارہ اس کے حل کی طرف اشارہ ہے۔

شعر نمبر 3۔ کتنا آساں تھا تیرے ہجر میں مرنا جاناں پھر بھی ایک عمر لگی جان سے جاتے جاتے

مفہوم:۔ محبوب کی جدائی میں مرنا بظاہر آسان لگتا ہے لیکن حقیقت میں اس غم میں جان دیتے دیتے ایک عمر گذر گئی۔

تشریح:۔ اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ محبوب کی جدائی میں مر جانا مجھے گوارا تھا محبوب سے جدا ہو کر جینا مشکل تھا جب کہ مرنا آسان تھا کیونکہ اپنے پیاروں سے جدا ہو کر جینا بہت مشکل ہوتا ہے۔

کسی کے چلے جانے سے کوئی مر تو نہیں جاتا

ہاں مگر جینے کے انداز بدل جاتے ہیں

پھر بھی اک عمر لگی جان سے جاتے جاتے غم جاناں کے ساتھ ساتھ غم دوراں کے اپنے تقاضے ہیں زندگی میں ذمہ داریاں اور مجبوریاں ہیں جن سے ہم دامن چھڑا نہیں سکتے ہر حال میں ہمیں جینا ہوتا ہے یہی حالات کا تقاضا ہوتا ہے۔

احمد فراز کا یہ شعر محبت اور جدائی کی کیفیات کو بہترین انداز میں بیان کرتا ہے۔ شاعر نے جدائی کی شدت اور اس کے نتیجے میں ہونے والی تکلیف کو انتہائی خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ شعر نہ صرف محبت کی شدت کو بیان کرتا ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ جدائی کی تکلیف کس قدر طویل اور صبر آزما ہو سکتی ہے۔ احمد فراز کی شاعری کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سادہ الفاظ میں گہرے جذبات اور احساسات کو بیان کرتے ہیں اور یہی چیز انہیں دیگر شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔ ان کی شاعری محبت کی نزاکت اور جدائی کی شدت کو بہترین انداز میں پیش کرتی ہے، جو قاری کے دل کو چھو لیتی ہے۔

دوسرے معنوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محبوب سے بچھڑ کر مرنا آسان عمل نہیں یہ بہت تکلیف دہ عمل ہوتا ہے جس میں وقت بہت مشکل کام ہے تمام عمر ان دکھوں کو اپنے اندر لے جینا پڑتا ہے کیونکہ موت اپنے مقررہ وقت پر ہی آتی ہے اور انسان کو ہمت سے کام لینا پڑتا ہے۔

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے

جس حال میں جینا مشکل ہو اُس حال میں جینا لازم ہے

شعر نمبر 4۔ جشن مقتل ہی نہ برپا ہوا ورنہ ہم بھی پابجولاں ہی سہی ناچتے گاتے جاتے

مفہوم:۔ وہ جشن یا تقریب ہی نہ ہو سکی جہاں موت کا جشن منایا جاتا، اگرچہ ہم مشکل میں گرفتار ہیں پھر بھی ناچتے گاتے ہوئے آگے بھڑتے۔

تشریح:۔ شاعر کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ ہم سے حسد کرتے ہیں اور ہمارے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں مگر اللہ کی مدد شامل حال ہو تو کوئی آپکو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جشن مقتل سے مراد ہے کہ مرنے سے پہلے ہماری بربادی کے جشن کے لوگ منتظر ہوتے ہیں مگر افسوس کہ حاسدوں اور سازشی لوگوں کی خواہشیں پوری نہیں ہوئیں جشن مقتل کا استعارہ زندگی کی مشکلات کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

مانوس بن کر جسکی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

یہ شعر مشکلات کے باوجود انسانی حوصلے اور امید کی عکاسی کرتا ہے۔ شاعر نے بڑے خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے کہ مشکلات اور پابندیوں کے باوجود بھی انسان کو اپنی زندگی میں خوشی اور حوصلے کو برقرار رکھنا چاہیے۔ یہ شعر نہ صرف مشکلات کا سامنا کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ زندگی کی مشکلات کے

studybeesofficial

CamScanner

باوجود انسان کی روح اور اس کا عزم کبھی ماند نہیں پڑتا۔ احمد فراز کی شاعری کی یہی خاصیت ہے کہ وہ سادہ الفاظ میں گہرے جذبات اور اہم فلسفوں کو بیان کرتے ہیں، جو قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں اور عمل کی طرف راغب کرتے ہیں۔

"جشن مقتل" اور "پابجولاں" جیسے الفاظ کو بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے جو مشکلات اور ان کے خلاف مزاحمت کی علامت ہیں۔ "ناچتے گاتے جاتے" کا استعمال انسان کی خوشی اور حوصلے کو ظاہر کرتا ہے جو کہ مشکلات کے باوجود برقرار رہتا ہے۔ پابجولاں کا مطلب ہے بیڑیوں میں جکڑا ہوا یا قید کیا ہوا یعنی وہ جو مشکلات اور پابندیوں میں قید شخص ہے اس سب کے باوجود شاعر کہتا ہے کہ ہم زندگی کا لطف اٹھاتے اور مشکلات کو بھی ہنس ہنس کر سہہ جاتے۔

پی جا ایام کی تلخی کو بھی ہنس کے ناصر
غم کو سہنے میں بھی قدرت نے مزا رکھا ہے

شعر نمبر 5۔ اس کی وہ جانے اسے پاس وفا تھا کہ نہ تھا — تم فراز اپنی طرف سے تو نبھاتے جاتے

<u>مفہوم:۔</u> ہمیں اس چیز کی پرواہ نہیں کہ اسے وفاداری کی قدر ہے کہ نہیں، لیکن تم فراز اپنی طرف سے وفا کرتے رہتے۔

<u>تشریح:۔</u> غزل کے اس شعر میں احمد فراز کہتے ہیں کہ محبوب چاہے عاشق کی محبت کا جواب کج روی اور بے رخی سے بھی دے تو عشق کا تقاضا ہے کہ عاشق اپنی محبت میں اس وجہ سے کمی نہ لائے محبوب کی اپنی مرضی ہے وہ جس طرح کا بھی رویہ رکھے شاعر محبوب سے محبت کی توقع نہیں رکھ رہا عاشق کو ہر حال میں آداب وفا کے مطابق نبھاتے رہنا ہے۔

مقطع میں شاعر نے اپنی ذمہ داری پر شک اور عدم یقین کا اظہار ہے، یعنی یہ محبوب ہی جانتا ہے کہ اس کے دل میں وفاداری تھی یا نہیں۔ "تم فراز اپنی طرف سے تو نبھاتے جاتے" میں شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہ رہا ہے کہ تم اپنی طرف سے محبت اور وفاداری کے تقاضے پورے کرتے رہتے۔ یہاں شاعر کے عزم اور وفاداری کی تصویر کشی کی گئی ہے، جو اس کی محبت کی سچائی کو ظاہر کرتی ہے۔

عشق کرنے کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں
جاگتی آنکھوں میں بھی خواب ہوا کرتے ہیں

دوسرے معنوں میں شاعر کی اس بات سے ہم یہ مراد لے سکتے ہیں کہ اکثر انسان دوسروں سے نیکی کرتا ہے مگر اس کا صلہ اُسے اس انسان سے نہیں ملتا لہذا انسانوں سے اُمیدیں وابستہ نہیں رکھنی چاہئیں۔ نیکی کا صلہ انسان نہیں خدا دیتا ہے اور نیکی کبھی رائیگاں نہیں جاتی اور ہر انسان کا اپنا فعل اور اپنا کردار ہوتا ہے ہر انسان اپنے اعمال کا خود جواب دہ ہے لہذا انسانوں سے اُمیدیں وابستہ نہ کریں حضرت علی پاک کا قول ہے۔

"انسان دکھ نہیں دیتے اُن سے وابستہ اُمیدیں دکھ دیتی ہیں۔ لہذا اپنے قول و فعل کو بہتر رکھیں دوسروں کے اعمال کے وہ خود جواب دہ ہیں اپنی طرف سے ہمیشہ اچھا رویہ رکھا جائے"۔

studybeesofficial

CamScanner